وفیات

خورشید احمد ندیم

موت العالِم موت العالَم

بیسویں صدی کے بڑے اور جید عالم —— مولانا وحید الدین خاں —— دنیا سے رخصت ہوئے۔

خدا کا ایک بندہ جو پیغمبروں کی اتباع میں، تمام عمر رب سے ملاقات کی منادی کرتا رہا، اپنے رب کے سامنے پیش ہو گیا۔ میں تصور کر سکتا ہوں کہ پروردگار عالم کے دربار میں ایک داعی الی اللہ کی یہ حاضری کیسی ہو گی۔ اس شان، اخلاص اور استدلال کے ساتھ آخرت کی تذکیر، واقعہ یہ ہے کہ اس امت میں صدیوں سے نہیں سنی گئی اور نہیں معلوم پھر کب سنی جائے گی:

اک دھوپ تھی کہ ساتھ گئی آفتاب کے

۱۹۸۸ء میرے لیے ایک مہربان سال تھا۔ اس سال مولانا وحید الدین خاں اور جاوید احمد غامدی صاحب سے میرا شعوری تعارف ہوا۔ ۱۹۸۹ء میں جب جاوید صاحب کی صحبت نصیب ہوئی تو ان شخصیات کے کام کو علمی سطح پر سمجھنے کا ذوق پیدا ہوا۔ اگر ''جاوید نامہ'' ان سے سبقاً سبقاً نہ پڑھا ہوتا تو علامہ اقبال کو شاید اس طرح دریافت نہ کر پاتا۔ یہی معاملہ مولانا وحید الدین خاں اور دوسرے اہل علم کا بھی ہے۔

بطور عالم اور داعی، مولانا ایک بے مثل آدمی تھے۔ ان کی شخصیت کی تیسری جہت ادبی ہے۔ وہ ایک صاحب طرز ادیب اور انشا پرداز تھے۔ وہ دبستان شبلی ہی کے ایک فرد تھے، جس سے منسوب شخصیات کے علمی کمالات ہی نہیں، اردو زبان و ادب کے لیے خدمات بھی ہماری روایت کا ایک شان دار باب ہے۔ دینی ادب کو مولانا نے ایک نیا لہجہ اور اسلوب دیا۔ ان کے جریدے ''الرسالہ'' کو دعوتی لٹریچر میں کلاسک کا درجہ حاصل ہے۔

بہ حیثیت عالم، ان کا سب سے بڑا کارنامہ دین کی سیاسی تعبیر پر عالمانہ تنقید ہے۔ یہ تنقید مولانا اشرف علی تھانوی

نے کی اور مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے بھی کی۔ مولانا وحید الدین خاں کی کتاب ''تعبیر کی غلطی''، مگر اس سے بہت آگے کی چیز ہے۔ علمی متانت، عقلی و نقلی استدلال، قوت بیان و تاثیر اور درد دل کا ایسا مرقع، دینی لٹریچر میں شاید ہی مل سکے۔ اگر کوئی یہ سمجھنا چاہے کہ تنقید کا علمی معیار کیا ہوتا ہے تو اسے یہ کتاب پڑھنی چاہیے۔

یہ کتاب ایک علمی رومان کے ٹوٹنے کا بیان بھی ہے۔ ایک علمی وصال اور ہجر کی داستان۔ جو اس حادثے سے دوچار ہوا ہو، وہی جان سکتا ہے کہ اِس کا کرب کیا ہوتا ہے۔ 'جنیاں تن میرے تے لگیاں، تینوں اک لگے تے توں جانے' (جتنی میرے جسم پر لگی ہیں، تمھارے جسم پر اس طرح کی ایک ضرب لگے تو تمھیں اس کی اذیت کا ادراک ہو)۔ مولانا نے اس کتاب کے پہلے صفحے پر لکھا: ''اس کتاب کی اشاعت میرے اوپر کتنی سخت ہے، اس کا اندازہ آپ اس سے کر سکتے ہیں کہ میرا جی چاہتا ہے، اس کے شائع ہونے کے بعد میں کسی ایسی جگہ پر جا کر چھپ جاؤں جہاں کوئی شخص مجھے نہ دیکھے، اور پھر اسی حال میں میں مر جاؤں۔''

''تعبیر کی غلطی''، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی تعبیر دین پر تنقید ہے۔ وہ مولانا مودودی کے پہلے باضابطہ ناقد ہیں، جن کی رسائی مولانا کے فکری جوہر تک ہوئی۔ انھوں نے بتایا کہ یہ معاملہ تعبیر دین کا ہے، کسی ایک مسئلے میں علمی تفرد کا نہیں۔ مولانا مودودی، مولانا وحید الدین خاں کے شعوری سفر کا پہلا پڑاؤ ہیں۔ انھوں نے اپنی کتاب ''علم جدید کا چیلنج'' کو مولانا کا بالواسطہ فیض قرار دیا ہے۔ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اسی قلم سے ''تعبیر کی غلطی'' لکھنا کتنا بار خاطر ہوگا۔ مولانا مودودی کی علمی وجاہت اور فکری شکوہ میں کچھ کلام نہیں۔ مولانا وحید الدین خاں نے اس فکر کا جواب دعویٰ (Anti thesis) اُسی علمی شان کے ساتھ ہمارے سامنے رکھا۔ زندہ فکر اسی طرح ارتقا کی منازل طے کرتا ہے۔

مولانا کا دوسرا بڑا کارنامہ مسلم نفسیات کی تشکیل نو ہے، جو ان کے علمی کام ہی کا عملی اطلاق ہے۔ ماسبق مسلم مفکرین اور رہنماؤں کے زیر اثر، جو مسلم نفسیات پیدا ہوئی، وہ سیاسی تھی۔ اس کے نتیجے میں سیاسی عظمت رفتہ کی بازیافت، مسلمانوں کا اجتماعی نصب العین بنا۔ یہ ماضی کی فکری اسیری تھی، جس سے مولانا نے مسلمانوں کو نکالنے کی کوشش کی۔ انھوں نے بتایا کہ سیاسی غلبہ مادی دنیا کا ایک واقعہ ہے، جس کا تعلق عالم اسباب سے ہے، دین سے نہیں۔

غلبے کی خواہش دوسروں کو حریف بنا کر آپ کے سامنے لا کھڑا کرتی ہے۔ اس سے دیگر اقوام کے ساتھ آپ کا جو تعلق پیدا ہوتا ہے، وہ دنیاوی مفادات کے تصادم سے عبارت ہے۔ غیر مسلموں کے ساتھ، اہل اسلام

کا اصل تعلق داعی اور مدعو کا ہے۔ غلبے کی نفسیات اس تعلق کو مجروح کرتی ہے۔ داعی مدعو کا خیر خواہ ہوتا ہے، دشمن نہیں۔ اسی لیے وہ کہتے تھے کہ ان کے دل میں کسی کے لیے کوئی نفرت نہیں۔ وہ اس دل کے ساتھ خدا کے حضور پیش ہونا چاہتے ہیں جو نفرت سے خالی اور سب کا خیر خواہ ہے۔

انسانوں کے ساتھ سب سے بڑی خیر خواہی یہ ہے کہ انھیں آخرت کے عذاب سے خبر دار کیا جائے اور آخرت مرکز (oriented) شخصیات وجود میں آئیں۔ پیغمبر اسی لیے مبعوث ہوتے ہیں۔ اس باب میں وہ سر سید اور مولانا محمد الیاس کے وارث تھے۔ سر سید کی خیر خواہی کا ہدف مسلمانوں کی دنیاوی ترقی اور مولانا الیاس و مولانا وحید الدین خاں کی مساعی کا حاصل اہل اسلام کی اُخروی نجات تھی۔

ان کا اصرار تھا کہ مسلمانوں کی سیاسی ایمپائر ختم ہو گئی، لیکن ابلاغیات کی دنیا میں آنے والے انقلاب نے ان کے لیے یہ مواقع پیدا کر دیے کہ وہ اپنی 'دعوہ ایمپائر' کھڑی کر سکتے ہیں۔ وہ جدید ذہن کے شبہات دور کریں اور دین کو لوگوں کی علمی دریافت بنا دیں۔ مولانا ایک مدرسے کے فارغ التحصیل تھے۔ دعوت کے لیے انھوں نے طویل عرصہ جدید علوم سیکھے۔ انگریزی زبان میں مہارت پیدا کی اور پھر ایسا دعوتی لٹریچر تیار کر دیا کہ اس کی کوئی نظیر موجود نہیں۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

مولانا نے بتایا کہ انسان کی اصل آزمایش خدا کی معرفت کا حصول ہے۔ یہ معرفت کوئی پر اسرار واقعہ نہیں جو صوفیانہ مشاغل، چلوں اور ریاضتوں کا محتاج ہو؛ یہ ایک شعوری تجربہ ہے؛ یہ انفس و آفاق پر غور کا فطری نتیجہ ہے۔ یہ بات اگرچہ ان کے لٹریچر میں روح کی طرح جاری و ساری ہے، مگر ''کتاب معرفت'' اس باب میں لاجواب ہے۔ اس کا ایک مضمون ''اسم اعظم'' میں نے کئی بار پڑھا اور ہر بار یوں لگا کہ جیسے میرے دل پر اتر رہا ہے۔ اسے پڑھتے ہوئے مجھے محسوس ہوا کہ خدا کی دریافت میرے لیے ایک حسی واقعہ ہے۔ مولانا کا فکر تنقید سے بالاتر تھا، نہ ان کی ذات تسامحات سے پاک، لیکن سچ یہ ہے کہ انھیں اپنی سطح کے ناقد نہیں مل سکے۔ ان کے اکثر ناقدین ان کے فکری جوہر کا ادراک ہی نہیں کر پائے۔

روزمرہ کے واقعات کو آفاقی حقیقتوں سے جوڑنا مولانا کا خاص امتیاز تھا۔ ایک مقام پر انھوں نے اپنے سفر کی روداد لکھی کہ وہ ایک ایئر پورٹ پر اترے تو ایک بزرگ آدمی کے طور پر انھیں خصوصی توجہ کا مستحق قرار دیا گیا۔ انھیں امیگریشن کے لیے قطار میں کھڑا نہیں ہونا پڑا اور ان کے لیے تمام مراحل آسانی سے طے ہو گئے۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں ایئر پورٹ سے نکلا تو میں نے دعا کی کہ اے پروردگار، جب میں آپ کے سامنے حاضر ہوں تو

مجھے معذور جانتے ہوئے میرے ساتھ خصوصی برتاؤ کرنا اور مجھے حساب کتاب کے مرحلے سے اسی طرح آسانی کے ساتھ گزار دینا۔

اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ خدا بندے کے لیے ویسا ہی ہے، جیسا وہ اس کے بارے میں گمان کرتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ مولانا کے ساتھ بھی ویسا ہی معاملہ ہو گا، جیسا انھوں نے گمان کیا۔ ہم گواہ ہیں کہ وہ ایک صاف ستھری زندگی گزار کر دنیا سے رخصت ہوئے۔

اللہ تعالیٰ مولانا کی غلطیوں سے درگذر فرمائے، انھیں اپنی مغفرت سے نوازے۔

---

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

"Note from Publisher: Al-Mawrid is the exclusive publisher of Ishraq. If anyone wishes to republish Ishraq in any format (including on any website), please contact the management of Al-Mawrid on info@al-mawrid.org. Currently, this journal or its contents can be uploaded exclusively on Al-Mawrid.org, JavedAhmadGhamidi.com and Ghamidi.net"